سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مرزائیت کا ماضی وحال

اسلام ہی مکمل دین ہے اور یہی دینِ حق ہے اور نبوتِ محمد یہ نعمتِ تامہ و کاملہ ہے اور یہی روحِ عصر ہے۔ یہ بات تمام شکوک وشبہات سے مبرا ومنزہ ہے، اس میں شک وشبہ پیدا کرنے والا اپنی نسبتِ اسلام پر خطِ تنسیخ کھینچتا ہے اور اپنے لیے محبت ورواداری کے تمام دروازے بند کرتا ہے۔

تاریخ اس حقیقت کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں نے اپنی سفلی عقل کی بنیاد پر حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے اس دینِ حق کی رداء ابیض پر اعتراضات کے نجس اور سیاہ چھینٹے ڈالنے کی بار بار سعی ناتمام کی ہے اور ہر موقع پر اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابدی نشہ میں سرشار وسرمست داناؤں، خردمندوں اور بصیرتِ بالغہ کے پیکروں نے تشکیک وارتیاب کے مارے لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا اور بہتوں کو ظلمتوں کے بھنور سے نکال کر نور کے جادۂ مستقیم کا راہی بنا دیا اور بہت کم ایسے سیاہ باطن تھے جو اپنے گناہوں کے کالے دریا کی طغیانیوں میں گھر کر رہ گئے اور ہزار اعانت کے باوصف جرائم کے تیندوے کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ ایسے ہی سیہ روزوں نے اہلِ اسلام اور ان کی نورانی کاوشوں کو تعصب، جبر، ظلم، جور اور کم سے کم نامناسب رویہ کا نام دیا اور گوئبلز کی سفلی غلامی میں پروپیگنڈہ کے منفی سہارے سے رہروانِ جادۂ حق کو بدنام کرنے کی مکروہ ریت ڈالی۔ ہمارے عہدِ زبوں میں اہرمن کا یہ اوچھا ہتھکنڈا پہلے تو فرنگی سامراج نے ان اہلِ حق کے خلاف بھرپور استعمال کیا جنھوں نے اس بدیسی کافر کے خلاف جہاد کیا اور اس کے خبیث اقتدار کی طویل رات کو صبحِ آزادی کی روپہلی کرنوں کو طلوع کر کے ختم کیا۔ فرنگی سامراج نے اپنے بدیسی اور دیسی ایجنٹوں کے ذریعہ اہلِ حق پر الزام دشنام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع کیا کہ ہندوستان میں امتِ مسلمہ مستقل طور پر دو حلقوں میں تقسیم ہوگئی:

(۱) انگریز کے دوست　　(۲) انگریز کے دشمن

فرنگی نے اپنے دوستوں کو خوب نوازا، جاگیریں، عہدے، مناصب، خطاب والقاب اور سماجی وسیاسی تحفظات فراہم کیے اور ان کی ہر مشکل اور آڑے وقت میں یوں مدد کی جیسے وہ ملکۂ وکٹوریہ کے گماشتوں کی مدد کرتے تھے۔ ایک طرف محبتوں، نوازشوں اور عنایتوں کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حق والوں کے خلاف تمام استبدادی حربے استعمال کیے گئے، مار کٹائی، لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنا، راتوں کو جبراً جگانا، کمرے میں پیشاب چھڑک کے اس پر ننگے بدن سلانا، منہ پر گو کے توبرے باندھنا، بھوکا رکھنا، بھوکے کو مارنا' پھر پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، مہربانی کا برتاؤ کرنا اور پھر رات رات بھر جگانا، نیند آنے پر کوڑے برسانا، پیٹ میں ٹھڈے مارنا، نماز کے اوقات میں وضو کے لیے پیشاب والی نالی سے وضو کے لیے مجبور کرنا، سؤر کی چربی والا کھانا کھانے کے لیے مجبور کرنا، نہ کھانے پر مارنا، ڈاڑھی نوچنا، منہ پر تھوکنا، جسم کے نازک حصوں کو زخمی کر کے ان پر مرچیں چھڑکنا، ان کے رونے چیخنے پر قہقہے لگانا اور شراب پینا، ان کی عزت وناموس کو لوٹنا، مجاہدین کے سامنے ان کی گھر والیوں کو برہنہ کرنا، معصوم بچوں کو قتل کرنا، ہفتوں مارنا، اذیتیں دینا، لوہے کی سلاخوں کے تنگ صندوقوں میں تین

تین ماہ بند رکھنا، سخت سردی میں برہنہ رکھنا، جائیدادوں کی ضبطی قرقی، بھرے بازار میں داڑھیوں سے پکڑ کر مارنا گھسیٹنا، گھوڑوں سے باندھ کر گھوڑوں کو بھگانا اوران کی موت کا تماشا کرنا، توپ کے سامنے ایک لائن میں کھڑے کر کے سیکڑوں مجاہدین کوتوپ دم کرنا، شہر میں درختوں پر پھانسی دینا اور مہینوں شہداء کی لاشوں کولٹکائے رکھنا۔

جہادِ اسلام میں شریک ہونے کے جرم پرتعزیریں تھیں اور یہ ان لوگوں کا ’’کردار‘‘ ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہتے تھے۔ مسلمانوں کوغیر مہذب اوراپنے آپ کومہذب قوم کہتے تھے۔ یہ تھی وہ تہذیبِ فرنگ جس کا ناقوس بجانے میں نام نہاد مسلمان فرنگی سے بھی سبقت لے گئے اور اہلِ حق کو ہمیشہ غیر مہذب ہونے کا طعنہ دیا۔

ہندوستان میں فرنگی جس طرح دبے پاؤں داخل ہوا وہ مکاری و چالبازی کی منفرد مثال ہے۔ ۱۶۰۱ء، ۱۶۰۸اور ۱۶۱۵ء میں بڑی آہستگی سے تجارت کے بہروپ میں درآنے والا فرنگی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کے جسدِ ملی اور جسدِ وطن کو یوں لوٹتا رہا جیسے ہفتوں کے بھوکے درندے ہرن کے معصوم بچے پر جھپٹتے چیرتے، پھاڑتے اور بھنبھوڑتے ہیں۔

ماڈرن سولائزیشن کے ان بھیڑیوں نے جو وحشیانہ سلوک دینِ حق اور اہلِ حق سے کیا۔ اس کے باوجود ہندوستانی اقتدار پرستوں نے اس سولائزیشن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ فرنگی کو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لیے ٹول کا کام دیا۔ فرنگی کے انھی دوستوں اور ٹوڈیوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان بھی ایک منفرد و محبوب خاندان تھا۔ اس خاندان نے انگریز حکمرانوں کا استقبال امداد وتعاون کس قدر کیا۔ کیا کیا خدمت کی، کس کس ڈھب سے کی، اس سلسلہ میں غلام احمد قادیانی کی تحریریں، اعترافِ خدمتِ فرنگ کا تمغۂ خدمتِ فرنگ اپنے سینۂ کمینہ پر لٹکائے حاضرِ خدمت ہیں۔ غلام احمد اوراس کے خاندان کے اعترافات ملاحظہ ہوں:

(۱)......’’میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ’’مفسدہ‘‘ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگ جو جوان بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد دی تھی۔‘‘

(’’تحفہ قیصریہ‘‘ صفحہ ۱۶۔ مصنف: مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲)......’’سب سے پہلے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکارِ دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰/اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ قادیان کیسے سرکارِ انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں اضافت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکارِ دولتِ مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح ہمیشہ وہ ہوا خواہِ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۴۹، جمع کردہ محمد صادق مطبوعہ ۱۹۱۳ء بدر ایجنسی قادیان)

(۳)......''یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکارِ انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدماتِ گزشتہ کے لحاظ سے سرکارِ دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔''

(مجموعہ اشتہارات جمع کردہ محمد صادق صفحہ ۲۶۲ حصہ سوم اشتہار نمبر ۴۸ مرقومہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۸۹۸ء خط بنام بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ)

چوتھا حوالہ دیکھئے اور خدمتِ فرنگ کا سیاہ سورج طلوع ہوتا بھی دیکھئے کہ غلام احمد نے اس موضوع پر کتنی سچی بات کہی ہے:

(۴)......''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہِ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے:

اوّل: والد مرحوم کے اثر نے

دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرِ سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب، نمبر ۳ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ ۱۹۳۸ء ایڈیشن نمبر ۳)

یہ تو تھے غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندانی اعترافات۔ لیجئے اب غلام احمد قادیانی کی ایک خفیہ سرکاری مہم کا کچا چٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

غلام احمد قادیانی سیاسی جاسوس تھا:

(۵)......''چونکہ قرینِ مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے اندر رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا ہے تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گرنمنٹ کی پولٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو اِن شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں

کیوں کہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے' وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔''

(درخواست از مرزا غلام احمد قادیانی ''تبلیغ رسالت''۔ جلد ۵،صفحہ ۱۱، یکم جنوری ۱۸۹۶ء)

ہندوستان پر فرنگی سامراج کے غاصبانہ تسلط کے بعد غلام احمد قادیانی برٹش انڈیا میں برطانوی سامراج کا سیاسی گماشتہ تھا۔ وہ جہاں دین میں نقب زنی میں ماہر تھا وہاں مرزا صاحب سیاسی طور پر بھی اپنا ایک رول ادا کرتے ہیں جو مندرجہ بالا عبارت سے آشکارا ہے کہ مرزا جی ان مسلمان مجاہدین کی جاسوسی بھی کیا کرتے تھے جو برطانوی سامراج کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ غلام احمد قادیانی نے اس عبارت میں ان مجاہدین اسلام کو نافہم، باغی، ناحق شناس، باغیانہ سرشت والے، شریر لوگ، مفسدہ پرداز، نادان اور جاہل تک کہا۔ مسلمان جہاد میں مصروف تھے اور غلام احمد انھیں گالیاں دینے میں مصروف اور جاسوسی کا ''فرض'' ادا کرتا رہا۔ مرزائی اور لبرل لوگ آنکھیں کھول کر مرزا کی عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ ان مجاہدین کی فہرستیں تیار کر کے مرزا حکومت برطانیہ کو مہیا کرتا رہا اور وہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اپنی جوانیوں کی بہار کو خزاں آشنا کرتے رہے اور غلام احمد قادیانی یوں ''اجرِ رسالت'' حاصل کرتا رہا اور اقتدارِ فرنگ کی داد دیتا رہا۔ غلام احمد قادیانی اس قدر عیار و دجّال ہے جس کا وزن کرنا بہت مشکل امر ہے۔ وہ ایک ماہر رہزن ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اپنی تمام برائیوں، بدکاریوں اور حرام خوریوں کو بڑی چابک دستی سے ''حسنِ عمل'' کا لبادہ پہناتا ہے اور اپنے دامِ مکر و فریب کے گرفتار شدگان کو حواس باختہ کر کے قائل کرتا ہے کہ مرزا کے تمام اعمالِ بد اعمالِ حسنہ ہیں۔ پہلے مرزا خود اپنی قباحتوں کا معترف ہوتا ہے پھر برٹش امپیریلزم کے سرکاری حوالوں سے اپنے برٹش ایجنٹ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

یہ سب کچھ جو قارئین نے ملاحظہ کیا اور اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس قسم کی گفتگو جا بجا بکھری ہوئی ملے گی کہ:......

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریزوں کا وفادار و غلام تھا۔

(۲) خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بزرگوں کی موت کے بعد برٹش امپریلزم سے تعلقات کی تجدید کی اور گوشۂ گمنامی سے نکلنے کے لیے درمیانی راستہ تلاش کیا۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے قعرِ گمنامی سے بامِ شہرت تک کون کون سی منزلیں طے کیں اور کیا کیا روپ دھارے وضاحت و صراحت سے اس کے اپنے اعترافات ہیں کہ اس نے دربارِ فرنگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے

ا:......مجاہدین کی جاسوسی کی

ب:　جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے

ج:　فرنگی کی اطاعت کے لیے قرآن وسنت کے مضامین غطر وبود کیے

د:　فرنگی کو اولوالامر، اللہ کی رحمت اور محسنِ گورنمنٹ ثابت کرنے کے لیے ۲۴ کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کیے۔

(۴)　اور غلام احمد قادیانی نے اس کارِ بد کے لیے سترہ سال صرف کیے اور ان کتابوں کو عین اِنھیں دنوں میں ہندوستان میں بکثرت شائع کیا جب مسلمان مختلف علاقوں میں اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

(۵)......ہندوستان کے مسلمانوں کے جہاد کے اثرات مشرقِ وسطیٰ پر بھی مرتب ہوئے اور عرب مسلمان فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی اخلاقی حمایت کرتے تھے۔اس اخلاقی اعانت کو زائل کرنے کے لیے غلام احمد نے عرب ممالک میں اپنی کتابیں بھجوائیں تا کہ وہاں بھی فرنگی کی اطاعت ومحبت پیدا ہو اور ہندی مسلمانوں کی اعانت روک دی جائے۔

(۶)......اس عملِ بد کی نشر واشاعت میں ہندوستان کے وہ رؤسا اور جاگیردار جو ۱۸۵۷ء میں غداریوں کے عوض میں جاگیر دار بنائے گئے تھے۔غلام احمد قادیانی کی اس موومنٹ میں شانہ بشانہ نظر آتے ہیں۔ چند نام ملاحظہ کریں، ایسے لوگوں کی فہرست غلام احمد نے خود شائع کی ہے جن کی تعداد تین سو سولہ ہے۔

(مجموعہ اشتہارات مرتبہ محمد صادق حصہ سوم صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ بدر ایجنسی، قادیان ضلع گورداسپور اپریل ۱۹۱۲ء)

چند نام جو لطافتوں سے مبرا ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱)......خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

(۲)......مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب دار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔

(۳)......مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلع دار رئیس کلانور

(۴)......سید محمد احسن صاحب وائسریکل باڈی گارڈ رئیس امروہہ

(۵)......راجہ پائندہ خاں رئیس دارا پور ضلع جہلم

(۶)......میاں سراج دین رئیس کوٹ سراج دین ضلع گوجرانوالہ

(۷)......سردار محمد باقر خاں قزلباش کان گڑھ

(۸)......راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ

(۹)......میاں معراج دین از خاندان میاں محمد سلطان رئیسِ اعظم لاہور

(غالباً یہ معراج دین صاحب سر فضل حسین کے بزرگ ہیں جنھوں نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل میں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ نامزد کرایا)

(۱۰)......مفتی محمد صادق رئیس بھیرہ

(۱۱)......راجہ عطاء اللہ رئیس باڑی پور کشمیر

(۱۲)......سید حسام الدین رئیس سیالکوٹ

(۱۳)......منشی حبیب الرحمٰن رئیس کپورتھلہ

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں یا ضلع دار، تحصیل دار، مجسٹریٹ یا فرنگیوں کے پرائیویٹ نوکر اور اعلیٰ فرنگی حکام کے دوست، خدمت گزار، ٹاؤٹ اور ٹوڈی ہیں...... جو:

الف: غلام احمد قادیانی کی مالی اعانت کرتے

ب: غلام احمد قادیانی کو سرکاری خفیہ مراسم میں آگے بڑھنے میں مدد دیتے

ج: غلام احمد قادیانی کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچاتے

د: غلام احمد قادیانی کے مخالفین کو حکام کے ذریعہ مرعوب و ہراساں کرتے اور انھیں دھمکیاں دے کر مرزا کی مخالفت سے روکتے، ان پر سی آئی ڈی کے گماشتے چھوڑے جاتے جو ان کی نقل و حرکت کی سخت نگرانی کرتے اور ان کے دینی و انقلابی عملِ خیر کو فرنگی دشمنی کا نام دے کر قید و بند کی وادی میں دھکیل دیتے۔

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی' اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے مربی حکیم نور الدین نے اس فارمولے پر عمل کیا کہ سرکار فرنگی کی دہلیز پر جبہ سائی نہ چھوڑی جائے۔ حکومتِ برطانیہ کی خوب مدح سرائی کی جائے اور اپنے مخالفوں کے خلاف برطانوی حکومت کے کان بھرے جائیں، جائز و ناجائز رپورٹیں بہم پہنچا کر انھیں زیر کیا جائے اور حکومت سے مفادات حاصل کیے جائیں۔

اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس شخص نے بھی مال و دولت کی دنیا ءدوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا ہے اس کا روٹ ہی مجرمانہ ہے۔ حکمرانوں کے بوٹ پالش کرو اور قربِ سلطان حاصل کرو اور اس قرب کی گھاٹی میں جب بھی خلوت میسر آئے اپنوں کے لیے مناصب مانگے جائیں اور مخالفوں کے لیے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کا بندوبست کیا جائے۔ پنجاب کے تمام رؤساء اور جاگیرداروں کا سیاسی قد کاٹھ اس رویے کا مرہونِ منت ہے اور ان کا ماضی، حال اور مستقبل اسی روش، وطیرہ اور حکمتِ عملی پر منحصر ہے۔ یہ لوگ جبینِ نیاز جھکائے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتے اور ان کی اسی قدرِ مشترک کی وجہ سے ان میں باہمی بہت سی اقدار کا اشتراک ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ازدواجی مراسم بھی اسی ''رشتہ'' کی بنیاد پر قائم ہو جاتے ہیں جس میں قومیت اور کفو کا قرآنی حکم بھی مضمحل ہو کر بکھر بکھر جاتا ہے۔

اسی رویہ، روش، وطیرہ اور اسی قدرِ مشترک کے سہارے غلام احمد قادیانی کے نظریات و افکار ہندوستان کے وڈیروں میں پھیلے۔ انھوں نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اس کے عوامی ابلاغ کی راہ ہموار کی۔ آج بھی جو لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہ یا تو سیاسی طور پر خچر صفت ہیں یا نو دولتیے اور یا پھر ۱۸۵۷ء کے جاگیرداروں، نوابوں اور رئیسوں کی باقیاتِ سیئات ہیں جو یونیورسٹیوں کے ارتیابی و تشکیکی راستوں سے ہوتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی بلندیوں پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور پاکستان کو شیرِ مادر سمجھتے ہیں اور اس کی تمام دولت کو سرمایہ داروں کے آوارہ چھوکروں کی طرح برباد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں یہی لبرل مسلمان مرزائیت کا خام مال ہیں۔ اس کا مشاہدہ اندرونِ ملک تو تھا ہی۔ میں نے اپنے برطانیہ کے دو سفروں میں بھی اسی حالت کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بھی مرزائیوں کا ہدف یہی مخلوق

ہے اور طریقۂ واردات بھی بالکل وہی ہے جو پاکستان میں ہے یا جو متحدہ ہندوستان میں تھا کیوں کہ غلام احمد قادیانی نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بھی یہی تھا لہٰذا مرزائیوں کے اعتقادی اجزا میں یہ بات شامل ہے کہ:......

(۱)......حکمرانوں کی چاپلوسی کی جائے اور تملق میں سب سے بڑھ کر کمال دکھایا جائے

(۲)......پولیس اور اعلیٰ افسران سے روابط بڑھائے جائیں، ان کی دعوتیں کی جائیں، انھیں اپنے ویجی ٹیبل اخلاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

(۳)......لبرل مسلمانوں کو اور سیاسی آوارہ گردوں کو ان کے مذاق کے مطابق مجلسیں مہیا کی جائیں اور مضبوط دینی ذہن رکھنے والے افراد پر پھبتیاں کسنے میں موافقت کی جائے اور اس طرح ایک کو آپریٹو ماحول پیدا کر کے مرزائیت کا نخچیر بنایا جائے۔

برطانیہ میں کیمبرج یونیورسٹی ہال میں مرزائیوں نے ایک اجتماع کیا جس کا موضوع تھا ''بانیانِ مذاہب اور ان کا تعارف'' اس میں مسلمانوں کی نمائندگی خود سنبھال لی۔ اللہ نے ہمیں بھی موقع دیا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ وہاں صورتِ حال یہ تھی کہ برطانوی پولیس کے ایک درجن سے زائد افراد وہاں موجود تھے اور ان کا انسپکٹر سول ڈریس میں ایک طرف گربۂ مسکین بنا کھڑا تھا۔ جب ہم میٹنگ ہال میں داخل ہونے لگے تو پولیس نے ہمیں روک لیا۔ ہم نے اپنے مؤقف کو مضبوطی سے اس کے سامنے رکھا کہ جب میٹنگ اوپن ہے تو پھر ہمیں جانے سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ یہ بات ان کی عقل میں آ گئی اور ہم اندر چلے گئے۔ جب قادیانی عطاء المجیب تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو میں بھی سامعین کے درمیان اپنی کرسی پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں آیت خاتم النبیین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں نے اسے مسلمانوں کی نمائندگی سے منع کر دیا اور جلسہ برخواست ہو گیا۔

دوسرا واقعہ بھی برطانیہ کے شہر ہڈرس فیلڈ میں مجلس احرار کی ختم نبوت کانفرنس کا ہے کہ پولیس کے دو نمائندے ہمارے میٹنگ ہال میں آئے اور انھوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ منتظمین سے پوچھا کہ سنا ہے تم لوگ یہاں حکومتِ برطانیہ کے خلاف جلوس نکال کر کوئی ہلڑ بازی کرنا چاہتے ہو۔ ان کی خوب تسلی کرائی کہ ہمارا تو مشن ہی صرف تبلیغِ ختمِ نبوت ہے برطانیہ کے سیاسی نشیب و فراز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ تو چلے گئے۔ جب ہم نے تحقیق کے لیے مقامی ساتھیوں سے گزارش کی تو عقدہ یہ کھلا کہ ہڈرس فیلڈ کے مرزائیوں نے فون کیے اور درخواست دے کر پولیس کو ہمارے خلاف اکسایا۔ بعد میں پولیس نے ہمارے تبلیغی عمل میں مداخلت پر بھرپور معذرت کی۔ اس ساری گفتگو کا حاصل و مقصد یہ ہے کہ غلام احمد نے جہاں سے ابتداء کی تھی مرزائی آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں کہ:......

(۱)...... ہر حکمران کی ٹی سی کی جائے اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

(۲)......مخالفین کو پریشان کر کے مرعوب کیا جائے۔

پاکستان کے اربابِ اختیار، سول اور اعلیٰ فوجی افسر، پولیس، سیاست دان اور لبرل مسلمان ہوش کی آنکھ کھولیں اور ہم خدامِ ختمِ نبوت کے راستہ میں رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔ امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس کے اعلانِ عام کے باوجود بہت سے سرکاری ملازمین ہمارے مقابلے میں مرزائیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں، انھیں مظلوم کہتے ہیں اور ہم پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے۔ سیاستدان اور لبرلزان سے گھل مل کر رہتے ہیں، رشتے ناتے کرتے ہیں اور ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں جو مرزا طاہر کی بزدل مکار، مکروہ اور جعلی خلافت کی ظاہری کامیابی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔　　(مطبوعہ ۱۹۸۸ء)